

## 118244-بے وضو شخص اور حائض عورت کا قرآن مجید کے غلاف یا تفسیر کی کتاب کو ہاتھ لگانے کا حکم

### سوال

قرآن کریم پر موٹے کپڑے کا غلاف چڑھا ہوا ہوتا ہے تو کیا کوئی بے وضو شخص غلاف کے ساتھ قرآن کریم کو پکڑ سکتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی بتائیں کہ قرآن کریم کے صفات کناروں سے پکڑ کر ملٹے جاسکتے ہیں؟ کیونکہ کچھ لوگ اسے بھی جائز کہتے ہیں؟ ہم تفسیری کتابوں کو کب تفسیر کیں گے کہ انہیں حائض عورت بھی پکڑ سکے اور انہیں دیکھ کر پڑھ سکے، اور کب یہ کہیں گے کہ یہ مصحف ہے کوئی حائض اسے چھو نہیں سکتی؟

### پسندیدہ جواب

#### اول :

حضور فقیہ کرام کے مطابق کسی بھی بے وضو فرد کے لیے قرآن کریم کو حائل کے بغیر چھو نہیں سکتے ہیں؛ کیونکہ سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے خط میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیوی کی جانب ارسال فرمایا تھا اس میں درج تھا کہ: (قرآن کریم کو ظاہر شخص ہی چھوئے۔) اسے امام مالک: (468) اور یحییٰ: (793) اور یحییٰ: (1/87) نے روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "مذکورہ خطی حدیث کو اہل علم کی ایک بڑی جماعت نے صحیح قرار دیا ہے، اسناد کی وجہ سے نہیں بلکہ شہرت کی وجہ سے، چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الرسالہ میں کہا ہے کہ: محمد بنین نے اس حدیث کو قبول نہیں کیا اس لیے ان کے ہاں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مذکورہ خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ جبکہ ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں: مذکورہ خط اہل سیرت کے ہاں اتنا مشور و معروف ہے کہ اس کی سند کی ضرورت نہیں رہتی؛ کیونکہ اہل علم میں اس کی مقبولیت اتنی ہے کہ تواتر کے مشاہد ہو گئی ہے۔" ختم شد "التخیص البحیر" (4/17)

تاہم اس حدیث کو ابتدی رحمہ اللہ نے "ارواه الغلیل" (1/158) میں صحیح قرار دیا ہے۔

#### دوم :

قرآن کریم کے ساتھ جڑے ہوئے غلاف [یعنی: گوہ دیا اسلامی کے ساتھ یا کسی اور طریقے کے ساتھ چکپے ہوئے] کا بھی وہی حکم ہے جو مصحف کا ہے، لہذا اسے بھی وضو کے بغیر چھو نہیں سکتے ہیں، اسی طرح قرآن کریم کے صفات کے کناروں کا بھی یہی حکم ہے۔

جیسے کہ "الموسوعۃ الفقیہیہ" (7/38) میں ہے کہ: "حنفی، مالکی، شافعی اور عنیلی فقیہوں کے کرام پر مشتمل جمیور علماء نے کرام اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن کریم کے ساتھ چکپی ہوتی جلد کو کوئی بے وضو شخص ہاتھ نہیں لگا سکتا، اسی طرح قرآن کریم کے صفات کے حواشی جہاں کتابت نہیں ہوتی، سطروں کے درمیان پائی جانے والی خالی جگہ، اور مصحف کے درمیان میں کتابت سے خالی مکمل صفات وغیرہ بھی یہی حکم رکھتے ہیں؛ کیونکہ یہ سب چیزیں اصل کے تابع اور اصل کے دائرے میں آتے ہیں، جبکہ کچھ حنفی اور شافعی اس کے جواز کے قائل ہیں۔" ختم شد

تاہم قرآن کریم کا الگ ہو جانے والا غلاف جو عام طور پر لفاف ہوتا ہے جس میں قرآن کریم کا نسخہ رکھا جاتا ہے اور اس میں سے قرآن کریم کے نسخے کو نکال کر پڑھا جاتا ہے تو اس غلاف کو وضو کے بغیر ہاتھ لگایا جاسکتا ہے چاہے اس غلاف کے اندر قرآن مجید موجود ہو۔

اس لیے مصحف سے الگ ہونے والے حائل سے چاہے وہ غلاف ہو یا دستاں وغیرہ ہوں؛ مصحف کو چھومنا جائز ہے۔

جیسے کہ "کشاف القناع" (1/135) میں ہے کہ :

”بے وضو شخص مصحف کو غلاف کی تینی سے اٹھا سکتا ہے، یعنی مصحف کو ہاتھ لگائے، کیونکہ مانعت بے وضو کے ہاتھ لگانے سے ہے اٹھانے سے نہیں ہے، اور اٹھانے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ چھونا بھی شامل ہو، بے وضو شخص اپنی آستین سے، یا کسی لکڑی، قلم اور کپڑے کی ٹاکی وغیرہ سے صفحات بھی تبدیل کر سکتا ہے، کیونکہ اس صورت میں بھی بے وضو شخص قرآن کریم کو ہاتھ نہیں لگا رہا۔ بے وضو شخص کسی بھی حائل کے ذریعے قرآن کریم کو چھو بھی سکتا ہے، کیونکہ درمیان میں حائل ہونے کے وجہ سے اسے ممنوعہ چھونا نہیں کہ سکتے۔“ مختصر آخرت شد

سوم :

جسحور فہمائے کرام کے موقف کے مطابق کوئی شخص بے وضو ہو یا جنی تفسیر کی کتب کو ہاتھ لگا سکتا ہے، تاہم کچھ اہل علم نے یہ قید لگائی ہے کہ تفسیر کی کتاب میں قرآنی نص کم اور تفسیر زیادہ ہو، جبکہ کچھ نے یہ قید بھی نہیں لگائی۔

حسے کہ "الموسوعة الفقہیة" (13/97) میں ہے کہ :

"جمور فقہائے کرام کے ہاں بے وضو شخص کے لیے تفسیری کتاب کو جھونا جائز ہے چاہے اس میں قرآنی آیات کیوں نہ موجود ہوں، اسی طرح بے وضو شخص انہیں اٹھا بھی سکتا ہے اور ان کا مطالعہ بھی کر سکتا ہے، چاہے جنی ہی کیوں نہ ہو؛ ان کے مطابق تفسیری کتاب میں قرآن کا معنی پڑھنا مقصود ہوتا ہے قرآن کریم کی تلاوت مقصود نہیں ہوتی، اس لیے تفسیری کتاب پر قرآن کریم کے احکامات لاگو نہیں ہوتے۔

جبکہ شافعی فتاویٰ کرام نے اس جواز کو اس قید کے ساتھ مشروط کیا ہے کہ کتاب میں تفسیری عبارت قرآن کریم کی نص سے زیادہ ہو؛ کیونکہ اس طرح قرآن کریم کی تعلیم میں کوئی خلل پیدا نہیں ہوگا، نیز تفسیری کتاب؛ مصحف کے حکم میں بھی نہیں ہوتی۔ تاہم خفی فتاویٰ کرام نے دوسرا موقف اپناتے ہوئے تفسیری کتب کو چھوٹنے کے لیے بھی وضو کو شرط قرار دیا ہے۔ "ختم شد

الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

۱۰ تفسیری کتابوں کو چھوٹا جائز ہے؛ کیونکہ یہ تفسیر ہیں، اور ان میں موجود آیات کی مقدار تفسیر سے کمیں کم ہوتی ہے۔ اس کی دلیل نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھوائی ہوئی تحریروں سے لی جا سکتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کی جانب خطوط لکھ کر ارسال فرمائے اور ان میں آیات بھی لکھی گئیں تھیں، تو اس سے معلوم ہوا کہ غالب اور اکثریت پر حکم لگایا جاتا ہے۔

تاہم اگر تفسیر اور قرآنی نص کی مقدار یکساں ہو تو یہاں جواز اور ممانعت دونوں کے اباب جمع ہو رہے ہیں، اور کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا ممکن نہیں جو رہا تو ایسے میں ممانعت کے سبب کو ترجیح دیتے ہوئے اسے قرآن کا حکم دیا جائے گا۔ اور اگر معمولی سی بھی تفسیر زیادہ ہو تو اسے تفسیر کا حکم دیا جائے گا۔ "ختم شد" "الشرح المختصر" (1/267)

دائری فتوی کمیٹی کے فتاوی: (4/136) میں ہے:

"قرآن کریم کے معانی کا غیر عربی زبان میں ترجمہ کرنا اسی طرح جائز ہے جیسے عربی زبان میں قرآن کریم کے معانی کو بیان کرنا جائز ہے، تاہم یہ مترجم کو سمجھ میں آنے والا قرآن کریم کا فرم ہو گا اسے قرآن نہیں کہا جائے گا۔

اس بنا پر غیر عربی زبان میں کیا گئے قرآن کریم کے معانی اور عربی تفاسیر کو بغیر و ضو کے ہاتھ لکھنا جائز ہے۔ "ختم شد

واللہ اعلم